HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

An Evolution of Caste (System) and its Impact on Society in the Light of Hindu Teachings.

ہندومت کی تعلیمات کی روشنی میں ذات پات کا ارتقاء اور سماج پر اسکے اثرات کا جائزہ

Dr. Sadiq Ali Khan

Lecturer Department of Islamic Studies,Kohat University of Science and Technology Kohat

Abstract:

"The Hindu Caste System is one of the world's oldest surviving forms of social organization, dating back to 1000-1500 BC when the Aryans settled in the Indus River valley. This system categorizes Hindus into rigid hierarchical groups based on their Karma (work) and Dharma (religion/duty). The Rigveda, a sacred Hindu text, delineates the four main castes (varnas) in traditional society: Brahmins (priests and teachers), Kshatriyas (warriors and rulers), Vaishyas (traders and cultivators), and Shudras (the lowest class, with a status worse than slaves). There are also outcastes, such as Chandal, considered untouchable. The four main castes comprise over 2000 subcastes (Jatis), leading to a complex social structure. This system significantly influences various aspects of life, including marriage, food, employment, education, mobility, housing, and politics. Social interaction and behavior are limited between people of different social statuses. This paper aims to explore the historical and contemporary manifestations of status and caste-based discrimination, examining the history of racial discourse and its impact on Hindu society.".

Key Words:-*Caste discrimination, un-touchables, exploitation, sub-castes, restrictions,*

ہندوازم:۔

لفظ ہندو کی تحقیق:۔

ہندو نام کا آغاز پنجاب میں ہوا اور اس کا تعلق قدیم آریاؤں سے تھا جو دریائے سندھ کے جنوبی سرحد پر رہتے تھے۔ اس علاقے کی دوسری طرف قدیم ایران یا فارس کے لوگ رہتے تھے اور انہیں آریاؤں نے اس دریا کے نام سے پکارا۔

ایک دورہ کے بعد، جب آریاؤں نے اس علاقے کو مفتوح کیا، وہ اس علاقے میں رہنے والے مقامی باشندوں کو "ہندو" کہنے لگے۔ یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ اس نام کا استعمال پہلے ایرانی لوگوں نے کیا، لیکن بعد میں آریاؤں نے اسے خود کے لئے منتخب کیا۔

یہ بات ذکر ہے کہ ہندو نام کا ایک متفقہ معنی "کالے" ہوتا ہے، لیکن بعد میں اس نام کا استعمال مجموعی طور پر اس علاقے میں رہنے والے سب لوگوں کے لئے ہونے لگا۔

یہ تاریخی پس منظر نامے میں ہندو نام کی تشکیل کے پس منظر کو بہتر سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے اور یہ دکھاتا ہے کہ تاریخ میں زبان اور نام کے تبادلے میں کتنی دلچسپی ہوتی ہے۔(1)

ہندومت کی تعریف:۔

ہندو مذہب کا آغاز ہندوستان میں آریاؤں کی آمد کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، جو تقریباً 1500 قبل مسیح میں ہوئی۔ ہندومت کو مذہبی روایات، فرہنگی عناصر اور فلسفی مبادلے کی وجہ سے متنوع اور وسیع تصور کیا جاتا ہے۔

ہندومت میں مختلف عقائد، نظریات اور تصورات شامل ہیں، اور اس کا مجموعہ ایک مختلف اور ہموار تشخیص کا حامل ہے۔ ہندومت مختلف تاریخی دوروں اور علاقوں میں بہت مختلف فرقے اور فرقہ وارانہ گروہوں کے ذریعے اپنی بنیادوں پر چلتا آیا ہے۔

ہندومت کو مذہبی روایات، مذہبی اصولوں، دھرمیک قیمتوں اور فلسفی تجزیوں کا ایک خلاصہ ماننا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ یہاں مختلف عقائد اور تجاویز کا وسیع خلاصہ ہوتا ہے۔ ہندومت میں مختلف خوشیوں، انسانی حقوق، اخلاقی اصولوں، اور عبادات کے مختلف اشکال شامل ہیں۔

ہندومت کو مجموعہ مذاہب کہنا زیادہ مناسب ہے، جو اس کی مختلف چہروں اور تفکرات کو شامل کرتا ہے اور اسے ایک ہموار اور وسیع تشخیص دیتا ہے۔(2)

اس لئے ہندومت کی تعریف کرنے میں محققین کو بڑی مشکل پیش آئی۔

کوئی کہتا ہے۔

"ہندومت وہی ہے جو ایک ہندو کرتا ہے"(3)

مہاتما گاندھی کہتے ہیں:۔

"ہر وہ شخص جو خود کو ہندو کہتا ہے اور گائے کا احترام کرتا ہے وہ ہندو ہے"۔(4)

ہندو مذہب کی عام تعریف یہ کی جاتی ہے کہ:۔

"اصول واحکام کا وہ مجموعہ جس میں ویدوں کے زمانہ سے آج تک سب مذہبی باتیں آجاتی ہیں"۔(5)

آریاؤں کی ہندوستان میں آمد اور قیام:۔

ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی تہذیب کے زوال کے بعد جو لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے عام طور سے انہیں آریا کہتے ہیں۔ جس کے ایک معنی نیک اور شریف کے ہیں۔(6) تقریباً 2ہزار قبل مسیح میں ایک بڑے میدانی علاقے (جو پولینڈ سے مشرقی ایشیاء تک پھیلا ہوا ہے) سے ہجرت کر کے یہ لوگ ہندوستان آئے۔ مشہور ہندو لیڈر بال گنگا دھر تلک کا یہ خیال ہے کہ وہ منطقہ باردہ سے ہندوستان آئے۔ جرمن پروفیسر میکس مولر ان کو وسط ایشیاء کا باشندہ بتاتے ہیں۔(7) آریوں کی فتوحات کا سلسلہ ہندوستان میں صدیوں تک جاری رہا۔(8) یہ لوگ جتھے بنا کر وہاں سے مغرب، جنوب اور مشرق کی طرف بڑھتے اور مقامی آبادی کو مغلوب کرتے رہے اور حکمران طبقے کی تشکیل کی خاطر مقامی لوگوں سے ازدواجی رشتے بھی قائم کئے۔(9) ابتداء میں یہ لوگ پنجاب میں قیام پذیر ہوئے بعد میں مشرق کیطرف اور دھیرے دھیرے پورے ہندوستان میں پھیل گئے۔

ذات پات کا نظام

تعارف:۔

سماج کا خاصہ ہے کہ اس پر جمود کی کیفیت کبھی طاری نہیں ہوتی۔ ہندوستان کا قدیم سماج بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ذاتوں کی تقسیم کسی معاہدہ عمرانی یا سوشل کنٹریکٹ کے نتیجے میں وجود میں نہیں آئی۔ بلکہ اس نے تدریجی اور ارتقائی منازل طے کیں۔ ذاتوں کا یہ نظام تمام دنیا کے سماج میں صرف ہندوستان کیلئے مخصوص ہے۔ طبقات کا وجود دنیا میں ضرور ہے لیکن ذاتوں کی اس قسم کی تقسیم جو ہندوستان کے تمام باشندوں کے رگ و پے میں خواہ وہ کسی مذہب اور رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں اتنی شدت کے ساتھ سرایت کر گئی ہو دنیا کے کسی حصے میں کبھی نہیں پائی گئی۔

ذات کی اصطلاح، تاریخ و تشریح:۔

ISSN- 2521-0777

جب پرتگال کے لوگ سولہویں صدی عیسوی میں ہندوستان آئے تو انہوں نے ہندو فرقہ کو بہت سے علحیدہ گروہوں میں تقسیم پایا ان کو ان پرتگالیوں نے "کاسٹاز" کہا جس کے معنی قبائل، جرگے، خاندان، نسل کے ہیں یہ نام برقرار رہا اور ہندو معاشرتی گروہ کیلئے عام لفظ ہو گیا۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے ہندوستان میں ذات کے شاخ در شاخ نشوونما کی توجیہہ کی کوشش میں علماء نے بڑی خوش اعتقادی سے اس روایتی نظریہ کو تسلیم کر لیا کہ باہمی شادیوں اور ذیلی تقسیموں کی وجہ سے چار قدیمی طبقات سے ہندوستان میں تین ہزار یا اس سے زائد ذاتیں پیدا ہو گئیں اور ذات کی اصطلاح کو بلا کسی تفریق کے "ورن" یا "طبقہ" اور جاتی" یا "ذات" دونوں کیلئے استعمال کیا گیا یہ ایک غلط اصطلاح ہے۔ معاشرتی میزان میں ذاتیں عروج حاصل کرتی ہیں۔ اور روبہ زوال ہوتی ہیں اور پرانی ذاتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور نئی ذاتیں وجود میں آتی ہیں۔ لیکن یہ چار بڑے طبقات اپنی جگہ پر مستقل مزاجی کیساتھ قائم رہتے ہیں۔ لفظ ذات کی ابتداء کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جاسکتی لیکن یہ امر بحر حال قطعی ہے کہ ذات کا وجود ان چاروں طبقات کے بعد ہوا لیکن اس اعتراف سے کوئی بات ثابت نہیں ہوئی۔ بالکل آغاز ہی میں ان چار طبقات کی ذیلی تقسمیں ہو گئی تھیں لیکن برہمنوں کے "گوتر" جو ویدی عہدی سے تعلق رکھتے ہیں ذات نہیں ہیں کیونکہ ان "گوتروں" میں ازدواجی خارجی رائج تھا۔ اور ایک ہی گوتر کے افراد بہت سی ذاتوں میں پائے جاتے ہیں۔(10)

ہندوؤں میں ذات پات کے نظام کی پیچیدگی اور گنجلک پن کا اندازہ لفظ ذات کی مذکورہ بالا تشریح سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ خود لفظ ذات کی تشریح کا یہ حال ہے کہ مختلف مؤرخین (مؤلفین) کی اس بارے میں مختلف آرائیں ہیں اور کوئی بھی اسکی صحیح تشریح کرنے سے قاصر ہے۔ تو ہندوؤں کے اندر سماجی تقسیم (ذات پات) کے نظام کی ابتر حالت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ جہاں مخصوص چار طبقات کے علاوہ ان گنت ذاتیں اور پھر ان گنت ذاتوں میں ذیلی ذاتوں کی تقسیم کا نظام اتنا پیچیدہ ہے کہ خود ہندوؤں کے مصنفین ان کو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔

According to Oxford Dictionary

لفظ ذات کی تحقیق / لغوی معنی:۔

ذات کی اصطلاح اصل میں ہندوستانی لفظ نہیں ہے بلکہ لفظ ذات (Caste) کی جڑ لاطینی زبان کا لفظ کاسٹس ہے جس کا مطلب ہے "پاک" خالص یا "الگ"۔

انگریزی زبان میں یہ لفظ پرتگالی لفظ کاسٹا کے ذریعے آیا ہے جس کا مطلب ہے نسل یا نسب۔

اور یہ پہلی بار 1700ء کے دہائی میں ہندومت کے سماجی نظام کے استحکام کے حوالے سے استعمال ہوا۔ ہندوستانی زبان میں اسکا کوئی صحیح ترجمہ نہیں ہے لیکن ورنا اور جاتی دو سب سے زیادہ مشابہ اصطلاحات ہیں۔

ورن اور جاتی:۔

ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتابوں ویدوں میں ذات پات کی اصطلاح کیلئے لفظ "ورن" کا استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی (رنگ / نسل) کے آتے ہیں۔ (11)

اس کے علاوہ ہندومت میں ذات پات کے گروہ کیلئے لفظ جاتی کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں "پیدا ہوا"(12)

ذات کی اصطلاحی تعریف:۔

"ذات" کی اصطلاحی تعریف طبقہ بندی، ازدواجی داخلی ہمپالگی، تجارت اور پیشہ کی علحیدگی پسندی پر مبنی ہے۔ اس تعریف میں آریہ اور غیر آریہ کے رنگ وروپ یعنی نسل کی تفریق کا بھی ذکر ہوتا ہے۔

یہ تعریف ممکن ہے کہ اس کا تطبیق کسی خاص تاریخی یا ثقافتی سیاق وسباق میں کیا گیا ہو، جیسا کہ آریہ اور غیر آریہ کے بینے ہوئے رنگ وروپ کے حوالے سے ہے۔ یہ طبقہ بندی اور ذاتی تفریق کا نظام معمولاً مختلف معاشرتی اور تاریخی سیاق وسباق میں پایا جاتا ہے اور مختلف معاشرتی جماعتوں کے درمیان مختلف معیاروں پر مبنی ہوتا ہے۔

"طبقہ کے اندر گروہوں کا وہ نظام جو ازدواجی داخلی ہیمپاگی اور تجارت اور پیشہ کی علحیدگی پسندی پر مبنی ہے۔
چار طبقات میں سماج کی تقسیم ازدواج بنیادی اعتبار سے آریہ اور غیر آریہ کے رنگ وروپ یعنی نسل کی تفریق پر مبنی ہے۔(13)
چار طبقات میں سماج کی تقسیم بنیادی اعتبار سے آریہ اور غیر آریہ کے رنگ وروپ یعنی نسل کی تفریق پر مبنی ہے۔

آریہ اور غیر آریہ میں مزاحمت:۔

آریہ جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو یہاں دراوڑ، کول اور منگول او قوام بڑی تعداد میں چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ یہ لوگ آریوں کیطرح جنگ جو، مفسد اور دغاباز نہ تھے۔ آریاؤں نے طویل اقامت کے بعد اپنا اقتدار قائم کرنے اور یہاں کے باشندوں کو محکوم بنانے کیلئے جنگ وجدل کا بازار گرم کیا۔(14) غیر آریہ کچھ مقتول ہوئے کچھ گرفتار، کچھ پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے۔ اور قزاقانہ زندگی بسر کرنے لگے۔ غلاموں اور خدمت گاروں کا چسکا بھی آریوں کو لگ چکا تھا۔ لہذا اب بجائے قتل کے محکوم اور غلام بنا کر زندہ رکھنے کو ترجیح دی جاتی تھی۔(15)

برہمنی فلسفے کا عروج اور طبقاتی تقسیم:۔

برہمنی فلسفہ ویدوں کے زمانے میں (جو 800 قبل مسیح سے 500 ق م پر محیط ہے) پروان چڑھا۔ یہی وہ دور ہے جس میں ہندو عقائد اور مذہبی تصورات میں انقلاب پیدا ہوا اور اس انقلاب نے بڑے دیرپا اثرات ہندو معاشرے پر مرتب کئے۔ ظاہری مذہب کا غلبہ بڑھتا چلا جا رہا تھا اور ایک پیشہ ور مذہبی طبقہ جنم لے رہا تھا۔(16)

برہمن کو سماج میں اعلیٰ مقام دیا گیا جس کے نتیجے میں وہ ہر قید وبند سے آزاد سمجھے گئے جب کے دوسری تمام ذاتیں بتدریج سماج میں بہت کم درج پر ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ وادنیٰ ذاتوں میں سخت مزاحمت ہوئی اور کافی عرصے تک جاری رہی۔ ان جنگ میں جن لوگوں نے آریوں کا ساتھ دیا اور مخالف گروہ سے جنگ کی۔ برہمنوں نے اسے چھتری اور محافظ قرار دیا۔ اور حکومت کی باگ دوڑ ان ہی کے ہاتھوں میں رہنے دی۔ جو لوگ اس جنگ میں غیر جانبدار تھے اسے برہمن نے ویش کا نام دیا۔ لیکن جن لوگوں نے صدیوں تک آریوں یعنی برہمنوں کے دانت کھٹے کئے ان میں سے کچھ میدان جنگ ہی میں قتل کر دیئے گئے اور باقی کو شودر (غلام) بنا دیا گیا۔

ان شودروں میں بھی دو درجات ہوئے۔ جو لوگ کچھ عرصہ تک جنگ کرنے کے بعد غیر جانبدار رہے ان کو سچھوت (چھوت کے لائق) شودر قرار دے کر امن کے ساتھ رہنے دیا۔ اور جن لوگوں نے جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آخر تک لڑتے رہے ان کو اچھوت شودر قرار دے کر بری طرح کچلا گیا ان کی عزت، دولت، عصمت کو پامال کیا گیا خورد ونوش کیلئے انھیں غلاظت اور مردار گوشت پر اکتفا کرنا پڑا۔(17)

ذات پات کے نظام کی اصل بنیاد ہندومت کی مقدس کتابیں:۔

چاروں ویدوں کی ترتیب وتدوین کے ایک لمبے عرصے کے بعد ان مقدس کتابوں کی توضیح وتشریح کی گئی تو اس کے اندر سماجی تقسیم اور ذات پات، مذہبی رسوم اور دیگر قوانین میں سختی برتی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سماجی تقسیم اور ذات پات کی بنیاد رگ وید کے عہد کے اختتام پر کی

گئی تھی۔ اور سماج چار بڑے طبقات میں تقسیم ہو گیا تھا۔ طبقات کی اس چہار گانہ تقسیم کو مذہب کی منظوری بھی حاصل ہو گئی تھی۔ اور اسکو بنیادی تصور کیا جانے لگا۔(18)

ایک ہندو روایت کا ذکر ہے، جو رگ وید ((Rig Veda کے سلسلے میں آئی ہے۔ یہ روایت ہندو دینی تصورات اور ذات پات کی ابتدائی تشریح کو مد نظر رکھتی ہے اور اس کا مذہبی جواز بیان کرتی ہے۔

،اس روایت کے مطابق برہما نامک آدمی کے منہ سے برہمن (جاتی) پیدا ہوئی ہے۔ یہ روایت یہاں تک جاتی ہے کہ راجا (چھتری، یعنی راجے یا حکومتی طبقے کے لوگ) اس کی ٹانگوں سے عام آدمی (ویش، یعنی کاروباری طبقے کے لوگ) پیدا ہوا ہے۔ کم حیثیت غلام نے اس کے پیروں سے جنم لیا ہے۔

یہ روایت ہندو دینی تاریخ میں ذات پات کی تشریح کی روایتوں میں ایک مثال ہو سکتی ہے جو بتاتی ہے کہ ہندو دینی روایات میں ذات پات کی بنیادی تشریحوں کا آغاز کس طرح ہوا۔ یہ چند ایک گروہوں کے اعتبار سے ذاتی تفرقے کو جسمی اور ذاتی تعلقات کے ذریعے بیان کرتی ہے۔(19)

چنانچہ یجر وید میں بھی لکھا ہے۔

"وید کے لئے برہمن، حکومت کیلئے کھشتری، مال مویشی کیلئے ویش اور خدمت کیلئے شودر پیدا کیا گیا"(20)

منو سمیرتی اور ورن کا نظام:۔

سمرتیاں ہندو دھرم کی اہم تصانیف میں سے ایک قسم ہیں جو فقہی مسائل کو تمام ماخذوں کی مدد سے منظم کرتی ہیں۔

سمرتیوں میں سب سے قدیم اور اہم حصہ منو سمرتی ہے، جسے منو مہاراج کا دھرم شاستر کہا جاتا ہے۔ یہ دھرم شاستر عموماً فقہی اصولوں، اخلاقی مقررات اور سماجی تنظیم کے بارے میں ہوتا ہے۔

منو مہاراج کا دھرم شاستر سماج کو چار قسموں یا ورن سسٹم میں تقسیم کرتا ہے اور ہر ورن (جاتی طبقہ) کے لئے مخصوص علحیدہ علحیدہ عمل مقرر کرتا ہے۔ یہ ورن سسٹم برہمن، کشتریا، ویش، اور شودر کو شامل کرتا ہے۔ ہر ورن کو اپنی علحیدہ علحیدہ عملوں کی پیشکش کرنے والے مقررات حاصل ہیں۔

منو سمرتی اصولوں کو ہندو قانون میں سب سے زیادہ بنیادی اور مستند حیثیت حاصل ہے اور یہ اہمیت حاصل کرتی ہے جو حکومتی اور قانونی امور میں مدد فراہم کرتی ہے۔(21)

آپ نے "منو سمرتی" کی بات کی ہے، جو کہ معمولاً ہندو دھرم کی ایک ذاتی تقسیم ہے۔ یہ تقسیم چار ذاتوں (برہمن، کھشتری، ویش، اور شودر) پر مبنی ہوتی ہے اور ہر ذات کو مختلف فعلیں اور ذمے داریاں ملتی ہیں۔

1. برہمن:

پیدائش: خالق نے برہمن کو اپنے منہ سے پیدا کیا ہے۔

فعلیں اور ذمے داریاں: برہمن کا کام پڑھائی، پڑھانے، اور مذہبی رسومات کی حفاظت کرنا ہے۔

2. کھشتری:

پیدائش: خالق نے کھشتری کو بازو سے پیدا کیا ہے۔

فعلیں اور ذمے داریاں: کھشتری کا کام حکومت کرنا، دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا، اور برہمنوں سے وید پڑھنا ہے۔

3. ویش:

پیدائش: خالق نے ویش کو ران سے پیدا کیا ہے۔

فعلیں اور ذمے داریاں: ویش کا کام تجارت وزراعت کرنا ہے۔

4. شودر:

پیدائش: خالق نے شودر کو پاؤں سے پیدا کیا ہے۔

فعلیں اور ذمے داریاں: شودر کا کام تن، من، دھن سے تینوں ذاتوں کی خدمت کرنا ہے۔

یہ تقسیم ایک اجتماعی سلسلے کو بناتی ہے جس میں ہر ذات کو مخصوص فعلیں اور ذمے داریاں ملتی ہیں۔ یہ ایک دھرمی اور سماجی نظام کی بنا پر مبنی ہے جس میں ہر شخص کو اپنے کردار اور ذمہ داریوں کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے۔(22)

برہمن:۔

برہمن جیسا کہ برہما کے منہ سے پیدا ہوئے اور منہ اور سر کا تعلق بولنے، کھانے پینے، سوچنے، غور کرنے اور سارے جسم کی رہنمائی اور کنٹرول سے ہے اس لئے ان کا بھی سماجی جسم میں وہی کام ہونا چاہیئے۔ یعنی برہمن کا کام تعلیم و تدریس، علم، فلسفہ، مذہب کا حصول، تحائف قبول کرنا، اور پورے سماج کی با اختیار راہ نمائی کرنا ہے۔ یہی نہیں منہ اور سر کا رتبہ سارے جسم میں تمام اعضاء سے بلند ہے اس لئے برہمنوں کا مقام بھی سماج میں بلند ترین ہونا چاہیئے۔(23)

ہندو مت کی مقدس کتابوں میں برہمن کیلئے جو فرائض مقرر کئے گئے تھے۔ وہ درج ذیل تھے۔ پڑھنا پڑھانا، یگیہ (رسوم شرعی) کرنا، یگیہ کرانا، خیرات دینا لینا وغیرہ،

مگر برہمنوں نے اپنی مذہبی کتابوں کی اصل تعلیم کو غلط ملط کر دیا اور لذائذ دنیا کو اس میں داخل کر کے اسے مذہبی رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مذہبی معاملات میں برہمنوں کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ برہمن اپنے آپ کو زمین کا دیوتا کہنے لگے۔ یہ اُصول مشہور ہو گیا کہ برہمن بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ انہیں حقارت سے نہ دیکھو چاہے وہ ویدوں کے عالم ہوں یا نہ ہوں برہمن ہر صورت میں دیوتا ہے "عالم ہو جاہل" برہمن کو روئے زمین پر کوئی طاقت تسخیر نہیں کر سکتی۔(24)

برہمن کا گزر اوقات:۔

برہمن طبقہ کو حکومت کرنے اور علم کے حوالے سے اہمیت دی گئی ہے۔ یہاں کا خلاصہ ہے:

1. برہمن طبقہ کی فضیلت:

برہمن طبقہ کو تفوق اور فضیلت میں حاصل ہے۔

ان کی گزر اوقات دوسری ذاتوں کے دان پر مبنی ہے۔

2. دان دینے کا اہمیت:

برہمن کو دان دینا ہندو دھرم میں اعلیٰ ترین فرض میں شمار ہوتا ہے۔

دان دینے سے ثواب حاصل ہوتا ہے، اور ایسے شخص کو جو برہمن نہیں ہے، دان دینا ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

3. ثواب کی مقدار:

پڑھے ہوئے برہمن کو دان دینے کا لاکھ مرتبہ ثواب ہوتا ہے۔

وید پڑھے ہوئے برہمن کا ثواب لامتناہی ہوتا ہے۔

یہ تفصیلات ہندو دھرم کی منظور شدہ روایات اور فہم کو مظبوط کرتی ہیں اور ایک اجتماعی اور دینی نظام کے تبادلے کا حصہ ہیں۔ ان حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن طبقہ کا مقام اہمیت کے حصول میں بہت بلند ہے اور ان کو دان دینے کا عمل ثواب میں بھی بہت بڑا ہے۔ (25)

برہمن طبقہ کو مخصوص مراعات ملتی ہے جو دوسرے ورنوں کو نہیں ملتیں۔ یہاں اس کا خلاصہ ہے:

1. گروہ (استاد): برہمن کو گروہ (استاد) کا کام کرنے کی مخصوص مراعات ملتی ہے۔ انہیں دوسرے ورنوں کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔

2. جسمانی سزا: برہمن کو کوئی جسمانی سزا نہیں دی جاتی، صرف سر مونڈا جاتا ہے۔

3. نذو نیاز اور قربانی: برہمن کو نذو نیاز اور قربانی کا کھانا خوراک فراہم ہوتا ہے۔

4. ٹیکس کا عائد نہ ہونا: برہمن پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاتا۔

5. خزانہ میں خود رکھنے کی اجازت: اگر برہمن کو خزانہ ملتا ہے، تو وہ اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے بغیر حکومت کے حوالے کرنے کی ضرورت کے۔

6. بغیر اولادِ نرینہ کی موت: اگر برہمن کو بغیر اولادِ نرینہ کے مر جانا، تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

7. مراعات سڑکوں اور شہروں میں: برہمن کو سڑکوں اور شہروں میں خصوصی مراعات ملتی ہے۔

8. برہمن کو مارنا یا دھمکانا گناہ کبیرہ: برہمن کو مارنا یا دھمکانا کبیرہ گناہ میں شامل ہوتا ہے۔

9. کمزور ورن کا دعویٰ دائر نہیں کرنا: کمزور ورن کا آدمی کسی برہمن پر دعویٰ دائر نہیں کر سکتا۔

10. صرف برہمن کا سرانجام: بعض قربانیاں اور رسومات صرف برہمن ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔

11. سوگ کی مدت کم: برہمن کیلئے سوگ کی مدت دوسرے ورنوں کے مقابلے میں کم رکھی گئی ہے۔

12. برہمن کا رگ وید: جس برہمن کو رگ وید یاد ہو، وہ گناہ سے پاک ہوتا ہے، حتیٰ کہ وہ دوسرے عالم کو ناس کیوں نہ کرے یا کسی کا بھی کھانا نہ کھائے۔

یہ تفصیلات موسمرتیوں کے دھرمی اصولات کو بیان کرتی ہیں جو برہمن طبقے کے لئے خصوصی حقوق اور مراعات مخصوص کرتی ہیں۔ (26)

چھتری (کھشتری)

چھتری کی پیدائش چونکہ برہما کے بازو سے ہوئی اور بازوؤں سے جسم کی حفاظت اور مدد کا کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے برہمنوں کے بعد چھتری کا رتبہ سماج میں سب سے اولیٰ ہونا چاہیئے۔ اسطرح ان کا مخصوص کام سماج میں امن وامان قائم کرنا اور بیرونی حملے سے سماج کو محفوظ رکھنا چاہیئے (27)

چھتریوں کے فرائض:۔

منو کے مطابق اسکے فرائض میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں:۔

1:۔ انصاف سے رعایا کی حفاظت اور پرورش کرنا۔

2:۔ علم اور دین کی ترویج اور مستحقوں کی خدمت اور امداد میں مال واسباب خرچ کرنا۔

3:۔ اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ (فرائض شرعی) ادا کرنا اور رعایا سے ادا کرانا۔

4:۔ وید وغیرہ کتب فقہ کا مطالعہ اور ان کی درس وتدریس کا انتظام کرنا۔

5:۔ محسوسات میں نہ پھنس کر نفس پر قادر رہنا اور اسطرح جسمانی اور روحانی قویٰ کو ترقی دینا۔

گویا کہ چھتری اور برہمن ایک دوسرے سے جزو لاینفک ہیں۔

منو کہتے ہیں کہ :۔ "چھتری برہمنوں کے بغیر مطلق پنپ نہیں سکتے اورسر نہ برہمن بغیر چھتریوں کے یہ دونوں مل کر دینا دنیا وعقبیٰ دونوں میں پنپتے ہیں۔ (28)

ویش:۔

کمر، جانگھ اور پیٹ بازوؤں کے نیچے ہوا کرتے ہیں اور ان کا تعلق خوراک، ہاضمہ اور دوسرے اعضاء کو زندگی کی طاقت پہنچانا ہے۔ اس لئے سماج میں تیسر امرتبہ ویشوں کا ہونا چاہیئے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ تجارت، صنعت، زراعت اور دوسرے طریقوں سے سماج کے معاشی نظام کو تقویت پہنچائیں۔(29)

ویش بھی سماج میں بلند مقام نہیں رکھتے تھے وہ اس بات پر مامور تھے کہ برہمن اور کھشتری کی خدمت بجالائیں۔ چنانچہ دونوں کی خدمت کیلئے جو امور ہوسکتے تھے وہ ان کے فرائض میں داخل کر دیئے۔ مثلاً گائے وغیرہ حیوانات کی پرورش، علم ودین کی ترقی میں مال وزر وغیرہ خرچ کرنا، مختلف قسم کے مال کی حفاظت اور اسکی خرید وفروخت سے واقف ہونا، رسومِ شرعی کا ادا کرنا، ہر قسم کی تجارت کرنا(30)

شودر:۔

چونکہ شودر برہمار (پرماتما) کے پاؤں سے پیدا ہوا ہے۔ اور یہ جسم کا سب سے نچلا حصہ ہے۔ سارا جسم پیروں پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس لئے شودروں کا مقام سماج میں سب سے پست ہے۔ ان کا خاص کام دوسری ذات والوں کو سہارا دینا اور ان کا بوجھ اٹھانا ہے۔(31)

چار ذاتوں میں شودر ایک ایسی ذات قرار پائی جس کے حصے میں سوائے مذمت اور خفت کے کچھ نہیں آیا۔ شودر کیلئے مقدس آگ کی قربت، قربانی کی رسموں میں شرکت اور ویدوں کی تلاوت ممنوع قرار دی گئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مردوں کو بھی نہیں جلاسکتے۔

اچھوت:۔(Un-Touchable)

شودروں کے نیچے عوام کے وہ قدیم نمائندے تھے جنہیں بعد میں شودر اجات، پسماندہ طبقہ یا روح شیڈول ذاتیں کیا گیا۔ قدیم دھرم سوتروں میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے کئی صدی پہلے عوام کے ایسے گروہ وجود میں آئے تھے۔ جو اگرچہ آریوں کی کمترین درجہ کی غلیظ خدمات انجام دیتے تھے۔ لیکن وہ اس آریائی معاشرے سے بالکل الگ سمجھے جاتے تھے۔ کبھی کبھی انہیں پانچواں طبقہ بھی کہا جاتا تھا۔ لیکن بہت سے علماء نے اس اصطلاح کو مسترد کر دیا۔ گویا وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ وہ آریائی معاشرتی نظام سے بالکل ہی خارج کر دیئے گئے تھے۔

ان لوگوں کے متعدد گروہوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں خاص گروہ چنڈال تھا یہ ایک اصطلاح ہے جو بعد میں مختلف قسم کے اچھوتوں کیلئے استعمال ہونے لگی۔ "چنڈال" کو آریوں کے شہر یا گاؤں میں رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ بلکہ وہ گاؤں اور شہروں کی حدود سے باہر مخصوص جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ اگر کوئی اعلیٰ طبقہ کا انسان کسی "چنڈال" سے دور کا بھی رشتہ رکھتا تھا۔ تو وہ اپنا مذہبی تقدس کھو دیتا تھا۔ اور چنڈال کی سطح پر پہنچ جاتا تھا۔ ان کو اتنا سختی سے اچھوت سمجھا جاتا تھا۔ کہ وہ مجبور تھے کہ شہر میں داخل ہوتے وقت لکڑی کی ٹیڑیں پر ضربیں لگائیں تاکہ آریہ ان کی ناپاک آمد سے مطلع ہو جائیں۔(32)

غالباً ابو الریحان البیرونی نے انہی مفتوح اور مظلوم لوگوں کے سلسلے میں یہ لکھا ہے۔

سب سے نیچے وہ لوگ ہیں جو کسی ذات میں نہیں آتے اور پیشہ کی طرف منسوب ہیں یہ Antyajs کہلاتے ہیں وہ یہ ہیں۔

چمار، نٹ، ٹوکریاں، اور ڈھال بنانے والے، ملاح، مچھیرا، چڑی مار، کپڑا بننے والا، ہاڈی، ڈوم، چنڈال، اور بدھتو یہ لوگ کسی فرقہ میں داخل نہیں ہوتے۔(33)

شودروں کا استحصال اور ان پر ہونے والے مظالم میں کتب مقدسہ کا کردار:۔

ہندو قانون کی ترتیب وتدوین کی شاہکار تصانیف سمرتیوں میں تفصیل سے مذکور ورن کے نظام نے ہندو سماج میں رائج ذات پات کی سخت پابندیوں پر مبنی نظام کو ایک مذہبی جواز مہیا کیا۔

ان کتابوں کے مطابق ایک شودر کا خاص فرض یہ تھا کہ وہ بقیہ تین طبقات کی غلامی کرے۔ اس کے کوئی حقوق نہ تھے اور قانون کی نگاہوں میں اس کی زندگی کی کوئی قدر وقیمت نہیں تھی۔(34)

ان کتابوں میں شودر کے ساتھ امتیازی سلوک کی مثالیں درج ذیل ہیں:

" اگر کوئی شودر کسی برہمن یا چھتری یا ویش کے ساتھ سخت کلامی کرے تو اس کی زبان میں سوراخ کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ جن لوگوں کی خدمت کیلیئے پیدا ہوا ہے انہی کی توہین کرتا ہے۔(35)

چنڈال یا شودر جس عضو سے بڑے آدمی کو مارے اس عضو کو کاٹ ڈالنا چاہیئے ہاتھ سے مارے تو ہاتھ کاٹ ڈالے، پاؤں سے مارے تو پاؤں کاٹ ڈالے، چھوٹا آدمی بڑے آدمی کیساتھ آسن میں بیٹھے تو اس کا چوتر کاٹ ڈالنا چاہیئے اسطرح کہ وہ مرے نہیں(36)

شودر لوگ سور اور کتے کی طرح ہیں اسلیئے جب برہمن کھانا کھائے تو ایسی جگہ بیٹھے جہاں ان کی نظر نہ پڑے۔(37)

شودر کو مہینے میں صرف ایک بار حجامت بنوانی چاہیئے اور برہمن کا کھایا ہوا جھوٹا کھانا اس کی غذا ہے۔(38)

ہندو قانون میں شودر کیلیئے وحشیانہ غیر فطری اور بے انصافی پر مبنی سزائیں تجویز کی گئی ہیں مثلاً

1:- پیٹ کاٹنا 2:- کان کاٹنا 3:- آنکھ پھوڑنا 4:- دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹنا

5:- ناک کاٹنا 6:- قتل کرنا۔ 7:- جائیداد اور املاک کی ضبطی

لیکن برہمن ان سزاؤں سے مستثنیٰ ہیں۔

برہمن، کھشتری اور ویش دوجنمے (twice born) ہیں۔ یعنی ان کی روح کی ترقی دو منزلوں سے گزر چکی ہے۔ لیکن شودر ایک جنما ہے اور ابھی انسانیت کی پہلی منزل میں ہی پڑا ہوا ہے۔ اس لئے شودر کو ذلیل رہنا چاہیے۔ وہ طاقت رکھنے پر بھی دولت جمع نہیں کر سکتا کیونکہ اگر شودر کے پاس دولت جمع ہو جائے تو وہ برہمنوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔(39)

مہابھارت میں یہ تفصیل بھی ملتی ہے کہ مستقل حق ملکیت کسی شودر کو حاصل نہیں کیوں کہ اسکی جائداد اس کا آقا اس سے کبھی بھی اپنی مرضی سے لے سکتا ہے اگر کوئی شودر وید سننے کی کوشش کرے تو پگھلا ہوا سیسہ، اسکے کان میں ڈال دینا چاہیئے اگر وہ وید پڑھے تو اسکی زبان کاٹ دینی چاہیئے اور اسے یاد کرے تو اسے جلا دیا جانا چاہیئے۔ اگر وہ کسی دوسری ذات والے سے کسی طرح بولنے، بیٹھنے اور چلنے میں برابری کا برتاؤ کرے تو اسے جسمانی سزا دینی چاہیئے۔(40)

قدیم دھرم گرینتھوں کے مطالعہ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عموماً شودر عورت، کتے اور گنوار کو "جھوٹ" کہہ کر ایک ہی درجہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور پیدائش سے لیکر موت تک اسے سماج میں مذمت، تحقیر اور بے حرمتی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔(41)

اسطرح یہ کتابیں بدنصیب شودر طبقہ میں خوشی کی کوئی امید نہیں عطا کرتیں وہ صرف اپنے سے برتر درجے کے لوگوں کی کمتر درجہ کی خدمات انجام دیتا ہے اور جو صرف یہ امید کر سکتا تھا کہ دوسری بار وہ کسی اونچے معاشی طبقہ میں پیدا ہو گا(42)

چھوت چھات کی کٹر مثالیں:۔

اونچی اور پاک ذاتوں اور ادنیٰ ذاتوں کے درمیان جسمانی ملاپ سے احتراز کیا جاتا ہے۔ چھوت چھات کی کٹر مثالیں جنوبی ہندوستان میں ملتی ہیں۔ ادنیٰ ذات کے کسی فرد کی محض ایک جھلک کو بھی آلودگی کا باعث سمجھا جاتا تھا۔ کچھ ذاتوں کے کا سایہ بھی آلودگی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ (چنانچہ مدارس میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب برہمن نہا کر آتا تھا تو عام رستے پر چلتا بھی نہ تھا کہ کسی اچھوت کا سایہ نہ اس پر پڑ جائے، تضاد کا پہلو یہ ہے کہ شودر اور چنڈال کا سایہ تک برہمن کو ناپاک کر دیتا ہے۔ اور اس کے رہنے کیلئے گاؤں سے باہر جگہ تجویز کی جاتی ہے مگر شودر عورتوں سے جنسی تسکین حاصل کرنے میں ان کو کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا چنانچہ جب برہمنوں نے شودروں پر فتح حاصل کی تھی تو انھوں نے شودروں کی 50،50 کنواری لڑکیاں ایک ایک برہمن کو عطا کیں)

کیرالہ کے ٹیان (Tiyan) برہمنوں سے 36 قدموں کا فاصلہ رکھتے تھے۔ ان کے بچوں کو سکولوں میں اکیلے بٹھایا جاتا۔ چائے کی دکان پر ان کیلئے علحیدہ پیالے رکھے جاتے تھے جن کو وہ خود صاف کر کے ایک طرف رکھ دیتے تھے۔

شودروں کے درجے:۔

شودر 2 قسم کے ہوتے تھے خالص یا جن کو نکالا نہ گیا ہو (انیر وست) اور وہ لوگ جو نکال دیئے گئے ہوں (نیر وست) مؤخر الذکر طبقہ ہندو معاشرے کے حدود سے بالکل نکلا ہوا تھا ان کو بعد میں اچھوت کا نام دیا گیا یہ امتیاز شودر طبقے کے رسم ورواج کی بنیاد پر کیا گیا اس میں ان کا پیشہ بھی شامل تھا۔ (44)

ابوریحان البیرونی بھی اپنی کتاب الہند میں شودروں کی درجہ بندی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ:۔

ہاڈی، ڈوم اور بدھا تو کسی فرقے یا ذات میں شامل نہیں یہ سب مل کر ایک واحد فرقہ شمار ہوتے ہیں اور ان میں باہمی امتیاز ان کے کاموں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ ان میں سے ہاڈی سب سے بہتر سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وہ ہر گندی چیز سے خود کو پاک رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ڈوم ہیں جو بانسری یا بین بجاتے یا گاتے ہیں۔ ان میں سب سے نیچی ذات بدھا تو ہے اس طبقے کے لوگ مردار جانوروں کے علاوہ کتے وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔ حقیقیت تو یہ ہے کہ ان کی حیثیت ناجائز اولاد کی سی ہے اسلئے یہ برادری سے باہر کئے ہوئے ذلیل ہیں۔ (45)

عیسوی عہد کے آغاز تک اجاتوں (اچھوت) نے اپنے اندر خود بھی ذات کی ایک تاریخ قائم کر لی اور اب ان میں بھی اجات ہونے لگے۔ مینو نے انتیاسائن کا ذکر کیا ہے یہ لوگ "چنڈال" اور "نشار" فرقوں کے ازدواجی رشتہ کا نتیجہ ہیں اور ان کو خود چنڈال فرقہ کے لوگ حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے بعد کے ہندوستان میں ہر اچھوت گروہ یہ تصور کرنے لگا کہ دوسرا اچھوت گروہ مرتبہ میں اس سے کمتر ہے (46)

بین الذات شادی بیاہ کے اصول:۔

موسمر تیوں کی ذات پات شادی بیاہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1. چاروں ورنوں کے درمیان شادی بیاہ کی امکان: چاروں ورنوں کے درمیان شادی بیاہ کی امکان ہے، لیکن اس معاملے میں فرق محسوس ہوتا ہے۔

2. عورتوں کی شادی میں فرق: اعلیٰ ورن کے مرد کی نیچے ورنوں کی عورتوں سے شادی زیادہ قابل قبول معلوم ہوتی ہے۔

نیچے ورن کے مردوں کی اعلیٰ ذات کی عورتوں سے شادی کو سخت نامناسب قرار دیا گیا ہے۔

3. ویشنا سمرتی میں ممنوع شادی: ویشنا سمرتی میں اعلیٰ ورن کے مرد کے شودر ورن سے شادی کو قطعی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

4. ** باثر منو سمرتیوں میں ناقابل قبول نتائج: بعض دوسری سمرتیوں میں جن میں سب سے باثر منو سمرتی بھی شامل ہے، اس کے ناقابل قبول نتائج بتاتی ہیں کہ اس طرح کی شادی عملاً ممنوع ہو جاتی ہے۔

یہ معلومات ذاتی تفصیلات اور سمرتیوں کے دھرمی تصورات کو ظاہر کرتی ہیں، جہاں ذاتی حالات اور ان کے درمیان مختلف شادی بیاہ کے معاملات مختلف قابلیت اور مناسبت کے حساب سے دیے جاتے ہیں"۔(47)

مرکب ذاتیں / جاتیاں:۔

ورنا نظام ہندو دھرم کا ایک پرہیزگار تنظیم ہے جو چار طبقات یا ورنوں کو شامل کرتی ہے: برہمن، چھتری، ویش، اور شودر۔ یہ نظام قدیم زمانے سے برقرار ہے اور مختلف طبقات میں مختلف کاموں اور ذمہ داریوں کو تفوق دیتا ہے۔

حقیقت میں، ہندو سماج میں اندر بہت سی جاتیں موجود تھیں جن میں ہر ایک کا اپنا تعینات تھا۔ ان جاتوں میں بھی مختلف طبقاتیں اور ذاتی حقائق موجود تھیں، جو عموماً ورنا نظام کے تناظر میں نہیں تھیں۔

ویڈیوز اور مواد جو آپ نے حاصل کیا ہے، ممکن ہے کہ ایک تعیناتی یا تشریحی دلیل پیش کرتا ہو کہ ورنا نظام ہندو سماج میں صرف چار ورن ہونے چاہئے، لیکن حقیقت میں اس کا عموماً اور عینی تطابق ممکن نہ ہو۔

بعض مصنفین نے ورنا نظام کو ازدواج کے ذریعے حل کرنے کا تجویز دیا ہے، لیکن یہ مسئلہ چند پرکھوں اور متنازعہ دلائل کے ساتھ آتا ہے۔ ورنا نظام اور اس کے متعلقہ مسائل ہندو دھرم اور سماج کی حقیقت میں بڑی چیلنجیں پیدا کرتے ہیں، اور اس پر مختلف رائے ہیں۔

اس نظریے کو" वर्णसंकर "یا" ورنا سنکر" کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، جب کوئی شخص اپنے ورن سے زیادہ دور کے ورن میں شادی کرتا ہے، اُس کی نسل میں ورن سنکر (مختلف ورنوں کی ملاوٹ) ہوتا ہے۔

تصور کیا جاتا ہے کہ اس ورن سنکر کی نسل میں نئی جاتیں پیدا ہوتی ہیں جو چاروں ورنوں کے علاوہ ہوتی ہیں اور اُن نئی جاتیوں کو ایک مستقل اور محدود جاتی شمار میں شامل کیا جاتا ہے۔

یہ نظریہ اس بنیاد پر ہے کہ اگر ورن سنکر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نئی جاتیں اپنی جگہ ہوتی ہیں اور ان کا شمار چاروں ورنوں کے علاوہ ہوتا ہے۔ یہ ایک مستقبل کی نسلوں میں نئی جاتیوں کا پیدا ہونا ہوتا ہے جو مختلف ورنوں کے مابین مختلف شادیوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

اس تشریح نے اس نظام کی بنیادوں کو بہتر سے سمجھایا ہے، اور یہ بیان کرتا ہے کہ ورنا نظام کی حقیقت میں مختلف طبقات میں مختلف شادیوں کے نتیجے میں مختلف جاتیں پیدا ہوتی ہیں۔ (48)

مثال کے طور پر برہمن باپ، اور چھتری ماں کی جو اولاد ہو گی وہ تو برہمن ہی شمار ہو گی۔ کیونکہ چھتری ماں برہمن باپ سے صرف ایک ورن نیچے کی ہے۔ لیکن برہمن باپ اور ویش ماں کی اولاد ایک الگ الگ مستقل جاتی ابشتھا سے متعلق مانی جائے گی۔ اسطرح برہمن باپ اور اور شودر ماں کی اولاد نشادا کہلائے گی۔ ایک اور سلسلہ اس طرح کی جاتیوں کا ہے جس میں اونچے ورن کی عورت نیچے ورن کے مرد سے شادی کرتی ہے جو کہ سخت ناقابل اعتراض ہے۔ اس طرح کی شادیوں سے پیدا شدہ اولادوں پر مبنی جاتیاں سماجی درجہ بندی میں بہت نیچا درجہ رکھتی ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ویدک بنیاد پر قائم چار ورنوں کو تو سمرتیوں نے ورن کا نام دیا ہے۔ لیکن ان کی باہمی اختلاط سے پیدا شدہ نئے طبقات کو انہوں نے جاتیوں کا نام دیا ہے اور یہی لفظ آج ذات پات کے نظام میں موجود مختلف طبقات کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ منو نے اپنی سمرتی میں (57) جاتیوں کی تفصیل دی ہے جس کے بعد یہ سلسلہ شاید اتنا پیچیدہ ہو گیا کہ اسکو یہ موضوع ہی چھوڑ دینا پڑا۔ (49)

مختلف ذاتوں کے درمیان پیشوں کی تقسیم:۔

سمرتیوں میں "اپر دھرم" کے موضوع پر مخصوص ابواب ہیں جن میں اس امر کی تشریح کی گئی ہے کہ ایک انسان جائز طریقہ پر اس وقت کیا کرے۔ جب وہ اپنے طبقاتی پیشے کو اختیار کر کے روزی نہیں کما سکتا اسکے علاوہ وہ سماج میں موجود مختلف جاتیوں کے وجود کی توجیہہ کرنے کی یہ کوشش یہ ثابت کرتی ہے کہ سمرتیوں کے مصنفین محض نظری قانون دان نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے ہندو قانون کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں حقیقی زندگی کی صورت حال کو بھی پیش نظر رکھا گیا چنانچہ تمام سمرتیاں ہنگامی حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ ہر ورن کے آدمی کو اپنے سے نیچے والے ورنوں کے پیشوں کو اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہیں(50)

منو سمرتی کے مطابق شودروں سے متعلق پیشے ہنگامی حالات میں بھی صرف ویش ورن کے لوگ اختیار کر سکتے ہیں اوپر کے دونوں ورنوں برہمن، اور چھتری کو کسی حالت میں شودروں سے متعلق پیشہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ منو نے ایسے 10 مختلف پیشوں کو بھی ذکر کرتے ہیں جو پریشانی اور تنگی کے وقت ہر ورن کے آدمی کیلئے جائز ہو جاتے ہیں۔ (51)

لیکن ان تمام رعایتوں میں یہ اصول مد نظر رکھا گیا ہے کہ اوپر کے ورن سے متعلق آدمی سخت ضرورت یا حالات سے مجبور ہو کر نیچے کے ورنوں کے پیشے تو اختیار کر سکتا ہے لیکن نیچے کے ورن کے لوگ اپنے سے اوپر ورن کے پیشے کسی حالت میں اختیار نہیں کر سکتے(52)

رشتہ ازدواج، ذات کی ترقی اور ذات کے زوال کا موجب:۔

ان سب کے علاوہ موجودہ ذات پات کے نظام کے برخلاف جس میں صرف کسی ذات میں پیدا ہو کر ہی آدمی اس ذات سے متعلق ہو سکتا ہے سمرتیوں کے پیش کردہ ورن کے نظام میں پیدائش کے علاوہ شادی بیاہ کے ذریعے بھی ایک متعنیہ مدت کے بعد نئے لوگ کسی ورن کا حصہ بن سکتے تھے۔ مثلاً جیسے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ایک درجہ سے زیادہ نیچے کے فرق والے دوسرے ورن کے ساتھ شادی کے نتیجے میں ایک نئی ذات سے متعلق

اولاد پیدا ہوتی ہے اب اگر اس نئ ذات سے متعلق اولاد کی شادیاں مستقل باپ کے اونچے ورن میں ہوتی رہیں تو متعینہ چند نسلوں کے بعد اس نئ ذات و نئ اولاد کا ورن بھی ابتدائی باپ کا اونچا ورن شمار ہونے لگے گا۔ اسطرح اگر ان کی شادیاں مستقل نیچے ورن والی ماں کے ورن مین ہوتی رہیں تو متعینہ نسلوں کے بعد اس اولاد کا ورن بھی ابتدائی ماں کا ورن مان لیا جائے گا۔

سمرتیوں میں یہ اصول جاتی کرشا(ذات کی ترقی)اور جاتی پکرشا(ذات کا زوال) کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔(53)

اس نظام میں تین اعلیٰ ذاتوں (برہمن، چھتری، ویش) کو اعلیٰ طبقے میں رکھا جاتا تھا جبکہ چوتھی ذات (شودر) کو ایک الگ خانہ میں محدود کیا جاتا تھا برہمن، چھتری، اور ویش تینوں اعلیٰ ذاتیں مختلف معاشرتی اور دینی ذمہ داریوں کو سنبھالتی تھیں اور اُنہیں اعلیٰ تعلیم اور علمی فوائد کا حصہ بناتی تھیں۔ اس کے برعکس، شودر ذات کو مختلف اہم کاموں میں محدود کیا جاتا تھا اور اُنہیں معاشی اور سماجی حقوق میں محدودیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان کو عام زندگی میں کھانا پینا، کپڑے پہننا، اور مختلف نوکریوں میں خدمتیں انجام دینا مختصر کیا جاتا تھا۔

شودر ذات کی محکومیت اور نسلی عصبیت کا خیال اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ورنا نظام میں مختلف ذاتوں کو مختلف حقوق اور فرصتوں سے محروم کیا گیا تھا۔ یہ نظام اکثر انصاف کے معیارات کے خلاف تھا اور ایک ذات کو دوسرے سے زیادہ حقوق اور فرصتیں دیتا تھا۔

یہ حقیقت کہ ایسا نظام وجود رکھتا تھا اور اس کا اثر اب تک ہندو سماج میں محسوس ہوتا ہے، اور اس کی مختلف جوانمردوں اور جوان عورتوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے تاکہ ایک بہتر اور انصافی معاشرتی نظام کی راہ میں اصلاحیں ہو سکیں۔۔(54)

سماجی تقسیم اور خوراک کے اصول:۔

ہندوؤں کے قدیم تر قانون میں یہ اجازت تھی کہ برہمن آریوں کے دیئے ہوئے کھانے کو قبول کرے، یہ بات تو عہد وسطیٰ کے اواخر میں آخری طور پر طے کر دی گئی کہ ازدواج خارجی اور دوسرے طبقات کے افراد کے ساتھ کھانا کھانا قابل عزت لوگوں کیلئے بالکل ناممکن تھا۔(55)

کوئی ذات جتنی اونچی ہوگی اتنی ہی پیچیدہ ہوگی اسکی پاکیزگی کو برقرار رکھنے اور نجاست سے اجتناب کے اصول بھی گنجلک ہوتے ہیں۔ ذات کے اندر خوراک اور ذاتی ارتباط کے معاملے میں آلودگی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پاکیزگی کے میزان میں سبزی خوری (Vegetarianism) جس میں ساتوک کھانا، جیسے پھل، دودھ، بیشتر جڑدار سبزیاں وغیرہ شامل ہیں کو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے یہاں تک کہ ایک برہمن بھی ایسا پھل کھا سکتا ہے جو چاہے ایک ادنیٰ ذات کے فرد کا فراہم کردہ ہو بشرطیکہ اس پھل کو ایسے پانی سے دھویا گیا ہو جس کو نکالنے والا کسی اونچی ذات سے تعلق رکھتا ہو(56)

دودھ دہی اور دیگر مشروبات کے مائع ہونے کی صورت میں کچھ مسائل سدراہ ہوتے ہیں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں پانی ملائے جانے سے آلودہ ہو سکتی ہیں اس وجہ سے بیشتر دیہاتوں میں اونچی اور نیچی ذات والوں کیلئے الگ الگ کنویں ہوتے ہین اگر کسی گاؤں میں صرف ایک کنواں ہو تو وہ صرف اونچی ذات والوں کیلئے مخصوص ہوگا۔ شودر کیلئے اس تک رسائی ناممکن ہے۔ روایتی سقے کا تعلق چونکہ چوتھے ورن سے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ کنویں سے نکالا ہوا پانی اونچی ذات کیلئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کیلئے کنویں سے پانی نکالنے والا ان کی اپنی ذات کا کوئی فرد ہونا چاہیئے۔(57)

لاجسک اور تامسک کھانوں میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے ان کی تشریح میں علاقائی اختلافات بے شمار اور پیچیدہ نوعیت کے ہیں۔ ہرن کے گوشت کو راجسک سمجھا جاتا ہے۔ یہی صورت حال انگور اور ان پھلوں سے تیار ہونے والی شراب کی ہے جنھیں ناپاک تصور نہیں کیا جاتا۔

تیز ذائقے والی اور بو پیدا کرنے والی سبزیوں مثلاً لہسن وپیاز تامسک خیال کی گئی ہیں بھینس اور سور کا گوشت بھی اسی زمرے میں آتا ہے ،برہمن اور ویش ذات سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خود کو ساتوک خوراک تک محدود رکھیں۔

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

برتر ذاتوں میں کچے اور پکے کھانوں میں بھی امتیاز برتا جاتا ہے۔ کچا کھانا اصولی طور پر اپنی ذات کی نسبت صرف بڑی ذات سے قبول کیا جاتا ہے۔ شودروں کی سب سے غلیظ اور گھٹیا ذات جس میں نائی، دھوبی، ٹوکری ساز، وغیرہ شامل ہیں چاروں ورنوں میں سے کوئی بھی ورن ان گروہوں سے پکا کھانا بھی قبول نہیں کرینگے۔ جنہیں روایتی طور پر اچھوت گردانا گیا ہو۔(58)

ہندو سماج پر عقیدہ تناسخ ارواح (آواگون) کے اثرات:۔

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ تناسخ ذاتوں کی تقسیم کے بعد ان کی اونچی ذات برہمن نے گھڑ لیا تھا۔۔ ہندوؤں کی ذات پات کے نظام مین پہلی تین ذاتوں، برہمن، کھشتریا ور ویش کو صرف دو جنمی (Twice Born) مانا جاتا ہے جبکہ نچلی ذاتوں شودر اور جٹی کے بارے میں خیال کیا جات اہے کہ ان کی تناسخ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہندوانہ اونچی ذاتوں کا کرما نچلی ذاتوں سے بہتر اور تیز تصور کیا جاتا ہے یہ تناسخ کا عقیدہ ہی ہے جو ہندووانہ ذات پات کے نظام کا سبب بنا ہے۔ چونکہ ہندومت کے اہم عقیدوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے ماضی کے فیصلوں کے نتائج اور کسی ایک مخصوص طبقے میں پیدا ہونا آپ کی موجودہ حالت کا تعین کرتا ہے اس لئے ذات پات کے نظام کے خلاف بغاوت کرنے والے لوگوں کو روکنے میں تناسخ کا عقیدہ ایک بہت بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ عقیدہ تناسخ کو آریاؤں نے اس لئے بنایا تھا کہ وہ سماج میں اپنی حاکمیت اور ظالمانہ رویہ کو مذہبی جواز مہیا کرسکیں۔ عقیدہ تناسخ ذات پات کے نظام میں برہمنوں کو اس بات کا جواز پیش کرتا ہے کہ انھیں اعلیٰ درجے کی پیدائش کا حق کیوں حاصل ہے یہ مراعات ان کی پچھلی زندگیوں میں نیک سلوک کے زریعے حاصل کی گئی تھیں۔ اور ایک مراعات یافتہ پیدائش یہ ثابت کرتی ہے کہ کوئی مراعات (استحقاق) کا مستحق ہے۔ نچلے طبقے کے لوگوں شودروں اور اچھوتوں کیلئے عقیدہ تناسخ یہ جواز پیش کرتا ہے کہ وہ کم پیدائش کیلئے کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں انھوں نے پچھلی زندگیوں میں گناہ کے کاموں کے زریعے اپنا دکھ ضرور کمایا ہوگا۔ اور اپنی اگلی زندگی میں نچلی ذات کی پیدائش سے بچنے کے لئے ہندو جو شودر یا اچھوت کے طور پر پیدا ہوتے ہیں اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی مخالفت کرنے کے بجائے حمایت کرنے پر آمادہ ہوئے۔ عقیدہ تناسخ نچلی ذاتون کے لوگوں یہ سکھاتا ہے کہ اپنی اگلی زندگی میں کسی اعلیٰ ذات میں پیدا ہونے کیلئے انہیں چاہیئے کہ وہ نیک کاموں میں زندگی گزاریں اور اونچی ذات والے لوگوں کی ممانعت کرنے کے بجائے ان کی خدمت اور حمایت کریں۔

احمد بن عبد اللہ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔

"آواگون یا تناسخ ارواح کے نظریہ نے ہندو معاشرہ میں ذات پات کی بندشوں کو لازمی قرار دیا۔ پہلے تو ذات پات کی تقسیم پیشوں کے اعتبار سے تھی پھر مذہبی ضروریات کے بناء پر یہ تقسیم ناگزید سمجھی گئی۔(59) "

ذات پات کے نظام پر برطانوی راج کے اثرات:۔

برطانوی حکومت کے زمانے تک سترھویں صدی کے لگ بھگ سے شروع ہوکر 1947 تک ذات پات کا نظام تقریباً 3000 مختلف ذاتوں میں تیار اور پھیل چکا تھا۔ ذات پات کے نظام میں اگرچہ اس پورے عرصے میں بڑی تبدیلیاں آئیں لیکن سختی سے کہیں تو کبھی بھی مؤثر طریقے سے ختم نہیں ہوا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ذات پات کے نظام پر انگریزوں کا پہلا اثر اسے کمزور کرنے کے بجائے مضبوط کرتا تھا۔ کیونکہ انگریزوں نے برہمنوں کو کچھ خاص مراعات واپس دی تھیں جو مسلمانوں کے دور حکومت میں ان سے لی گئی تھیں۔ دوسری طرف برطانوی راج کے تحت اچھوت اور نچلی ذات والے ہندوستانیوں نے اپنی سماجی حیثیت میں بہتری کا لطف اٹھایا مثال کے طور پر دولت اور تعلیم کے ساتھ وہ کسی دور دراز علاقے سے اعلیٰ ذاتوں کے

ارکان کے طور پر گزر سکتے تھے۔ سماجی رابطوں پر سخت پابندیوں کو نافذ کرنا مشکل تر ہو گیا کیونکہ مختلف ذاتوں کے افراد آپس میں گھل مل رہے تھے انگریزوں کے دور میں یہ دولت اور تعلیم تھی جو کسی شخص کی سماجی حیثیت کا تعین کرتی تھی نہ کہ ذات:۔

راج کے اختتام تک روایتی ہندوستانی معاشرہ ایک مغربی طبقاتی نظام کو صورت میں ڈھلنے کے لئے ٹوٹنا شروع ہوا۔ ہندوستانی قوم پرستی کے بلند احساس کیساتھ ذات پات کے نظام سے ابھرتا ہوا ایک مظبوط متوسط طبقہ تیار ہوا۔ جس نے نچلی ذات کے مردوں کو اعلیٰ عہدوں اور اقتدار کے عہدوں تک پہنچنے کی اجازت دی۔ جو پہلے ان کیلئے بند تھی۔ ذات پات کے نظام میں اعتدال زیادہ تر برطانوی حکمرانی اور مہاتما گاندھی کی وجہ سے تھا۔ جو برطانوی نظام تعلیم کی پیداوار تھی۔ لیکن برطانوی حکمران نے ذات پات کے نظام کو جس حد تک کامیابی سے چیلنج کیا ہے وہ قابل اعتراض ہے اگرچہ اب ہندوستان میں قانون (آئین ہندوستان) کے تحت ذاتیں ممنوع ہیں۔ لیکن عملی طور پر وہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ اب بھی ہندوستان میں اچھوت ایسے کام انجام دیتے ہیں۔ جو روایتی طور پر ناپاک یا انتہائی معمولی سمجھے جاتے ہیں تقریباً 10 لاکھ دلت (اچھوت) دستی صفائی کرنے والے، ہاتھ سے لیٹرین اور گٹروں کی صفائی اور مردہ جانوروں کو صاف کرنے کا کام کرتے ہیں۔ لاکھوں مزید زرعی کارکن ہیں۔ جو انتہائی غربت، ناخواندگی اور جبر کے ناگزیر چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔

ذات پات میں جمود کی کیفیت:۔

پانچویں اور چھٹی ق م بدھ اور جین مت کی انقلابی تحریکوں نے جن کے بانی چھتری گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ برہمنون کی سماجی اجارے داری پر کاری ضرب لگائی، دونوں مذہب (جین مت، بدھ مت) نے مساوات کا درس دیا۔ مظلوم و محکوم طبقے نے ذات پات کے نظام سے جڑی نا انصافیوں سے نجات کا واحد زریعہ ان مذاہب کو سمجھا۔ (یہیں سے دلت کی اصلاح بھی نکلی تھی اچھوت کہلانے والے اپنے آپ کو مظلوم کہتے ہیں اور دلت کے معنی ہیں مظلوم') لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے تبدیلی مذہب کے اس اقدام کیوجہ سے ذات پات کے نظام پر ایک جمرود اور ٹھراؤ کی کیفیت طاری ہو گی۔ لیکن اس دوران بھی ذات پات کی تمام خصوصیات برہمنوں کا سماجی تفوق سانحہ پیدائش کے نتیجے میں ذات پات کا تعین، ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا۔ آپس میں شادی کرنا۔ یہ سب آہستہ آہستہ پرورش پاتی رہیں۔ اور چھتریوں کی شدید مخالفت کے باوجود برہمن ہی کامیاب ہوئے۔ اور نتیجہ میں بدھ مت کے زوال نے ان کی کامیابی پر مہر لگا دی (61)۔

ذات پات کا اثر دوسری اقوام پر۔

ذات پات کی تفریق صرف ہندو قوموں پر اثر انداز نہیں ہوئی بلکہ اس نے اپنے دامن میں ان مذہبوں کو بھی سمیٹ لیا۔ جن کے نزدیک ذت پات ممنوع ہے۔ مثلاً مسلمانوں اور سکھوں نے جو مساوات کے قائل ہیں نسلی اختیار یا پیشوں کی بنیاد پر اپنے اندر بہت سے گروہ یا برادریاں بنالیں جو شادیاں صرف اپنی ذات یا برادری میں کرتی ہیں اور غیر برادری میں شادی بیاہ کو معیوب خیال کرتی ہیں۔

ذات پات کے مضر اثرات:۔

ہندوستانی سماج کو جتنا نقصان ذاتوں کی تقسیم نے پہنچایا ہے۔ اتنا کسی دوسری چیز نہیں پہنچایا۔ بلکہ ہندوستان میں جتنی سماجی خرابیاں پیدا ہوئیں ان کی بنیاد ذاتوں کی تقسیم میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ ذاتوں کی تقسیم کے مضر اثرات کے نتیجے میں تمام ملک و قوم کیلئے مہلک ثابت ہوئے۔ ملک کی تمام تر

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

ترقیاں ذات پات کی تفریق کی بدولت مسدود ہو کر رہ گئیں۔ جس طرح روم اور یونان کا اقتدار قرون اولیٰ میں بحر روم پر دیا۔ اسی طرح ہندوستان کا اقتدار تمام بحر ہند پر رہنا چاہیئے تھا لیکن یہ نہ ہو سکا اور اس کی اصل وجہ تھی ذات پات کی تفریق اور اس میں ہندوستان کے لوگ چھوت چھات کے باعث بحری سفر کو معیوب سمجھتے تھے۔ ذات پات کی تعریف سے قومیت کے تصور کی نشو نما نہیں ہو سکتی اور اسکی وجہ سے تمام ملک کے اتحاد و اتفاق کو نقصان پہنچا۔ اسی سبب سے بیرونی حملہ آوروں کو فتوحات کا موقع مل گیا۔ فنکاروں کی ناقدری کی گئی محض اسلئے کہ ذاتوں کی تعریف میں ان کا درجہ پست تھا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ تمام فنون لطیفہ زوال پذیر ہو گئے۔ ذاتوں کی تفریق نے علم و حکمت برہمتوں یا زیادہ سے زیادہ چھتریوں تک محدود رکھا۔ اس طرح آبادی کا ایک بڑا حصہ علم و حکمت کی دولت سے محروم رہ گیا۔ ذات پات کی تفریق کے باعث اہل ہند نے باہر کے لوگوں کو "ملچھ" سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہندوستان غیر ملکی علوم و فنون سے محروم رہا۔ اور اسکی وجہ سے علوم و فنون کی ترقی مسدور ہو گئی۔(63)

محمد ار نے بہت خوب لکھا ہے:-

"ذات پات کی تاریکی ہندوستان کے شفاف چہرے پر پھیلتی چلی گئی اور ڈھلتے ہوئے سورج کیساتھ اس تاریکی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شروع میں ساہ بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا آریوں کے تابناک تہذیب و تمدن پر سایہ ڈال دیا تھا۔ اس وقت یہ ٹکڑا انسان کے ہاتھ سے بڑا نہ تھا۔ لیکن بہت جلد اس نے خوفناک حدود اختیار کر لیں اور تمام فضا پر محیط ہو گیا اور مقررہ وقت سے پہلے گھپ اندھیرے میں تبدیل ہو گیا۔(64)

Conclusion: -

The Indian caste system has significantly shaped the occupations, roles, and values within Indian society. Religion, particularly Hinduism, has been a driving force behind this stratification system for centuries, originating with the Aryans and leading to a history marked by discrimination, segregation, violence, and inequality. Hinduism has been central to the purity-pollution complex, influencing the daily lives and beliefs of the Indian people.

Despite over six decades of independence, caste consciousness continues to exert a strong influence on Indian society. Throughout its historical existence, India has persisted as a nation with closed groups divided by caste, creed, and language. Occupation was predetermined at birth, and hereditary roles played a significant role in the economic structure of both urban and rural life. The mobility of occupation or caste was severely restricted.

In summary, few factors have inflicted as much damage on Indian society as the divisions created by the caste system**.**

حوالہ جات:۔

1:۔ سوامی نرودا تندا، ہندم وازم ایٹ اے گلانس، کلکتہ: رام آرٹ پریس، 1944ء ص16۔

:2 ذاکر نائیک، تقابل ادیان، مترجم فیضان محمد، اسلام بک ڈپو، لاہور، ت، ن، ص، 69

3:۔ گروپرشادسن، انٹروڈکشن ٹوری اسٹڈی آف ہندوازم، کلکتہ ٹھاکر سپنک اینڈ کو 1893ء ص9

4:۔ ذاکر نائیک۔ تقابل ادیان، ص69۔

5:۔ ایضاً، ص70۔

6:۔ ڈی ڈی کوسمبی، قدیم ہندوستان کی ثقافت و تہذیب، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو 1979ء ص103۔

7:۔ محسن عثمانی، ہندو مذہب مطالعہ اور جائزہ، نئی دہلی، یونیورسل پیس فاؤنڈیشن 2001، ص29

8:۔ سید امیر علی، روح الاسلام، (مترجم محمد ہادی حسین) شرکت پرنٹنگ پریس 1994ء ص 11

9:۔ مرتضیٰ احمد، تاریخ اقوام عالم، لاہور، سپوتنک پرنٹرز 1962ء، ص 180

10:۔ س حسن نقوی، ہمارا قدیم سماج، نئی دہلی، راکیش پریس نرینا، 1972ء ص 150۔

11:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی مترجم ایس، جی سمنانی، نئی دہلی، جے کے آفسٹ پرنٹرز، 1982ء ص 205

12:۔ فاروقی عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، لبرٹی آرٹ پریس، دسمبر 1986ء، ص 55

13:۔ ایل اے باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی، ایضاً ص 205

14:۔ اکبر نجیب آبادی، وید اور اسکی قدامت، نئی دہلی، ادارہ شہادت حق، نئی دہلی 1925ء ص 13

15:۔ راناشنکر ترپاٹھی، قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم، سخی نقوی نئی دہلی، کلدیپ آرٹ پریس، 1981ء ص 57-56۔

16:۔ ذاکر نائیک، تقابل ادیان، ص 77

17:۔ مسعود عالم فلاحی، ہندوستان میں چھوت چھات (ماہنامہ زندگی) دہلی مارچ 2003ء

18:۔ شمیم اختر قاسمی، "فکر و نظر" اسلام آباد، 54،، ص 241

19:۔ مترجم پنڈت اشوروام آریہ، رگ وید، وشنو آفیسٹ پرنٹرز، دہلی 1986ء بھجن نمبر 90، ص 38

20:۔ (یجروید، 5:35) بحوالہ ذاکر نائیک، تقابل ادیان، ص 108

21:۔ عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ص 54

22:۔ رام جی شرما، منو سمرتی، لاہور کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس، پہلا ادھیائے اشلوک (91-87)

23:۔ ضیاء الدین احمد، ہندوستانی سماج، ساخت اور تبدیلی بحوالہ رسالہ فکر و نظر 4:54 ص 246

24:۔ حسن نقوی، ہمارا قدیم سماج، ص 171

25:۔ ماخوذ از تمدن ہند، ص 233 بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، غلام رسول چیمہ، ص 136-137

26:۔ پندرانگ دمن، ہسٹری آف دھرم شاستر پونا، جلد 1، ص 138-154

27:۔ ضیاء الدین احمد، ہندوستانی سماج، ص 91-90

28:۔ گستاؤلی بان، تمدن ھند، مترجم سید علی بلگرامی مطبع شمسی آگرہ 1913، ص 216-215

29:۔ محسن عثمانی، ہندو مذہب مطالعہ اور جائزہ، ص 119

30:۔ ایضاً ص 234-232

31:۔ ایضا، ص 119

32:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی، ص 202-201

33:۔ محسن عثمانی، ہندو مذہب مطالعہ اور جائزہ ص 119

34:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی، ایضاً ص 199

35:۔ رام جی شرما، منو سمرتی، باب 18 اشلوک 270

36:۔ ایضاً، اشلوک 413

37:۔ ایضاً، اشلوک 239، بحوالہ ذاکر نائیک، تقابل ادیان، ص 99

38:۔ ایضاً اشلوک 160-102

39:۔ ایضاً، اشلوک 4'129

40:۔ ضیاء الدین احمد، ہندوستانی سماج

41:۔ محسن عثمانی، ہندو مذہب مطالعہ اور جائزہ، ایضاً ص265-266

42:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی، 199

43:۔ حسن نقوی، ہمارا قدیم سماج، ایضاً، ص65-66

44:۔ اے ایل باشم ہندوستان کا شاندار ماضی، ایضا199

45:۔ البیرونی، کتاب الہند، لاہور، پرنٹ یارڈ پرنٹرز، 2011، ص57

46:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی،، ص201

47:۔ عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ص59

48:۔ ایضاً، ص60

49:۔ ایضاً، ص60

50:۔ ایضاً، ص61

51:۔ رام جی شرما، منو سمرتی، باب دہم اشلوک 106

52:۔ عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ص61

53:۔ منو سمرتی باب دہم اشلوک (64-65) بحوالہ دنیا کے بڑے مذاہب ص62-61

54:۔ ایضاً ص58

55:۔ اے ایل باشم، ہندوستان کا شاندار ماضی، ص206

56:۔ ضیاء الدین احمد، ہندوستانی سماج، ایضاً، ص62

57:۔ ایضاً، ص63

58: ایضا، ص64

59:۔ احمد عبد اللہ مذاہب عالم، لاہور، سعادت آرٹ پریس لاہور، 2002، ص251

60:۔ نیوز رپورٹ آف نیشنل جیو گرافک

61:۔ حسن نقوی، ہمارا قدیم سماج، ص154

62:۔ ایضاً، ص160

63:۔ ایضاً، ص161

64:۔ آر۔ سی مجمدار، اینشینٹ انڈیا، بحوالہ ہمارا قدیم سماج، ص161